امتِ مسلمہ میں فرقہ واریت کا ذمہ دار کون؟

دعوتِ انصاف

رشحاتِ قلم

مسلم کتابوی لاہور

Marfat.com

Marfat.com

امّتِ مسلمہ میں فرقہ واریّت کا ذمّہ دار کون؟

دعوتِ انصاف

کچھ کم ایک صدی سے ساری دُنیا میں دیوبند اور بریلوی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لیکر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں وہ بلاوجہ نہیں ہے اگر اس حقیقت کی تلاش کے لیئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے تو اس مذہبی نزع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھیے جنہوں نے اُمّت کو دو مِلّتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

مکتبہ الجامعہ بنت الس...
گڑھالہ (مجاہد آباد) آزاد کشمیر براستہ گجرات

رئیس التحریر

علامہ محمّد ارشد القادری علیہ الرحمہ

(۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)

مُسلم کتابوی
دربار مارکیٹ ۰ گنج بخش روڈ ۰ لاہور

Marfat.com

صلّی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّدٍ وّاٰلہٖ وسلّم

جملہ حقوق محفوظ

- نام کتاب ــــ دعوتِ انصاف
- موضوع ــــ اُمتِ مسلمہ میں فرقہ واریت کا بیج کس نے بویا ؟
- مقالہ نگار ــــ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ
- صفحات ــــ ۴۸
- اشاعت ــــ صفر المظفر سنہ ۱۴۲۴ھ ، ۲۰ اپریل سنہ ۲۰۰۳ء
- طابع ــــ اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز ۔ لاہور
- ناشر ــــ مسلم کتابوی ۔ لاہور
- سرورق ــــ محمد رمضان فیضی
- جلد سازی ــــ لیاقت
- تعداد ــــ گیارہ صد
- قیمت ــــ ۱۸ روپے

ملنے کا پتا

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ ، گنج بخش روڈ

لاہور ۔ فون : ۷۲۲۵۶۰۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

علمی و تحقیقی ذوق رکھنے والے اپنے اور بیگانے حضرات مبلغ اسلام، رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے محققانہ و ناقدانہ مزاج سے خوب واقف ہیں حضرت علامہ کی متعدد تصانیف اور تحریرات مثلاً زلزلہ، تبلیغی جماعت، زیروزبر، زلف وزنجیر، آئینۂ حقیقت، جماعت اسلامی اور شریعت وغیرہ اہل علم کی نظر میں تحقیق و تنقیح کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہیں۔ زیر نظر مقالہ "دعوتِ انصاف" حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ کا ایک انتہائی نازک و سنگین مسئلہ پہ ایک عظیم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے یہ مقالہ عام مصنفین کے طرزِ تحریر سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ ادارہ اپنے تمام رفقاء سمیت اس عظیم الشان مقالہ کے قلم بند کرنے پہ حضرت علامہ صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور اللہ کریم کے حضور التجا کرتا ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کے صلہ میں حضرت مصنف کو اجر کثیر سے نوازے، ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کے ذریعے مسلمانانِ عالم کو حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی سمجھ عطاء فرمائے آمین۔

"ادارہ"

Marfat.com

پیش لفظ

محمد عمر فاروق مصطفوی

انسانی صحت و تندرستی کی بقا کے لئے حفظِ صحت کے اصولوں پر کاربندی کے ساتھ ساتھ مضر صحت بے احتیاطی سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے۔ بعینہٖ صحیح مسلمان بننے کے لئے صحیح عقائد اور اچھے اعمال اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ غلط نظریات اور برے اعمال سے احتراز بھی انتہائی ضروری ہے اور اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار کی مجال نہیں کہ صحیح و غلط عقائد و اعمال کو پرکھنے کا معیار کتاب و سنت، اجماعِ امت اور ائمہ دین ہیں یہی وہ بنیادی اصول ہیں۔ جن کی روشنی میں اگر مسلمان ہمہ وقت اپنے افکار اور اعمال کا جائزہ لیتے رہیں تو بہت ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ وہ اس پاکیزہ ماحول میں سانس لینا شروع کر دیں۔ جہاں افتراق کی جگہ اتحاد، انتہا پسندی کی بجائے اعتدال روی، اخلاق رزیلہ کی بجائے اخلاق حمیدہ اور تنگ نظری کی بجائے خندہ پیشانی کا پہرا ہو۔ بدقسمتی سے اگر شخصی جائزہ و احتساب کا یہ ناگزیر عمل رک جائے اور انسان اپنے ہر قول و فعل کو احتساب سے مبرا اور نظرثانی کے قابل نہ سمجھے تو پھر اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اس طرزِ فکر و عمل کے بعد دل و دماغ پر انانیت و بے جا تعصب کے کیسے کیسے حجاب آجاتے ہیں ؟ اور ان کیفیات کی موجودگی میں انسان ایسے فیصلے کر گزرتا ہے کہ صدیوں بعد آنے والے افراد بھی اس ایک انسان کی غلطی کا خمیازہ بھگتنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

تاریخ اسلام کا طالب علم اس تلخ اور تکلیف دہ حقیقت سے خوب آشنا ہے کہ بے جا تعصب ہٹ دھرمی اور انانیت ایسی خطرناک اخلاقی برائیاں ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کو دولتِ ایمان سے محروم رکھ کر ابدی جہنمی بنا دیا۔ عقلمندوں کیلئے یہودیوں کے ایمان سے محرومی کا قرآنی واقعہ کیا کم عبرت انگیز ہے ؟ کلام الٰہی شاہد ہے کہ یہودی جانتے تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی برحق ہیں پھر از راہِ انانیت انکار کر دیا۔ اس قسم کے سبق آموز واقعات سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے۔

Marfat.com

موجودہ دور پر نظر ڈالیے۔ اگر آپ حساس مسلمان ہیں تو پھر اس اضطراب و بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جو ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ بن چکی ہے۔ آج ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا اندھیرا دور ہو۔ اتفاق و محبت کی روشنی کا بسیرا ہو۔ صلح و آشتی و امن کے مذاکرے ہوں۔ ان پاکیزہ مقاصد کے لئے ہر ممکن کوشش بھی کرتا ہے۔ انجمنیں تشکیل دیتا ہے۔ رفاہی ادارے قائم کرتا ہے۔ قواعد و ضوابط مرتب کرتا ہے۔ غرض ہر طرح عقلی و فکری و مالی وسائل کو بروئے کار لاتا ہے۔ لیکن ایک انتہائی ضروری اقدام کی طرف اس کی توجہ نہیں جاتی جتنی محنت و لگن، دوڑ دھوپ اور جد وجہد کے ساتھ وہ اتفاق و اتحاد کے اصول مرتب کرتا ہے اتنی محنت اور کوشش ان اسباب کو دور کرنے میں نہیں کرتا جو کسی بھی وقت انتشار و افتراق کی آگ لگا کر اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں۔

وہ اسباب و علل کیا ہیں جاہلیت کی پیداوار، ضد، ہٹ دھرمی، انانیت اور غرور و تکبر کے بت ہیں جو راہِ اتحاد کی سب سے بڑی روکاوٹیں ہیں۔ اسلامی تاریخ کا یہ بھی ایک افسوسناک باب ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں گذشتہ تقریباً ایک صدی سے مسلمانوں کے درمیان مخاصمہ مجادلہ، لڑائی و جھگڑا، بحث و تکرار، انتشار و افتراق کی جو آگ لگی ہوئی ہے اس کے پس پردہ بھی چند افراد کی انانیت و ضدیت اور ہٹ دھرمی کا گھناؤنا کردار ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کو منافقت فی العقیدہ کی سزا مل رہی ہے۔ حالانکہ عدل و انصاف کی دنیا میں اس انتشار و افتراق کو ختم کرنے کا حل موجود ہے۔ اتفاق و اتحاد کے راستے بھی وسیع و کشادہ ہیں لیکن اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ یہی ضد، انانیت، غرور، تکبر اور ہٹ دھرمی کے بت ہیں جو ایک طویل عرصہ سے مسلمانوں کے درمیان جنگ و جدل۔ بحث و تکرار، رخنہ و نااتفاقی، مناظرہ و مجادلہ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ مادہ پرستی کا شکار، ان پڑھ اور پڑھا لکھا مسلمان طبقہ مذہبی اختلافات کا نام سن کر چیں بجبیں ہو جاتا ہے حالانکہ دنیوی مسائل اور معاملات کو سلجھانے کے لئے رات دن تجسس و تحقیق کرتا ہے۔

Marfat.com

اِن دگرگوں حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سچے داعیانِ اتحاد کی کوئی جماعت اُٹھے جو ہر قسم کے گروہی مسلکی، علاقائی نسبتی اور ذاتی رُجحانات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مَحض رضائے الٰہی و رضائے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام، آخرت کی جوابدہی اور مُسلمانوں کی خیرخواہی کے جذبہ کو لے کر اصل حقائق کو جانیں اور پھر ان اسباب و محرکات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں جو ایک طویل مُدت سے مُسلمانوں کے مابین ناچاکی اور نااتفاقی کا موجب ہیں

پیشِ نظر مقالہ (جو علامہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مدظلہ العالی کی کتاب "مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ" میں کلمات تحریم کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے۔ ادارہ کے بعض احباب نے ایک نظر پڑھ کر اس کتاب کی عالمگیر اہمیت و افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اسے الگ شائع کرنے کا مشورہ دیا۔ جسے ادارہ نے قبول کر لیا) علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کی وہ عظیم الشان تحریر ہے جو اسی ناچاکی و نااتفاقی کی مکدر فضا کو دُور کرنے کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت موصوف نے پیرانہ سالی کے باوجود جس تحقیق اور حزم و احتیاط کے ساتھ اہل علم کی خدمت میں ان اسباب و علل کو پیش کیا ہے جو تقریباً ایک صدی سے انتشار و افتراق کی بنیاد ہیں۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔

قارئین کرام ! اللہ تعالیٰ کی یہ کمال کرم نوازی ہے کہ یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسلامی غیرت اور ایمانی حرارت کے ساتھ اس کے مندرجات کا بغور مطالعہ کیجئے اور تلاش کیجئے کہ غلطی کیا ہے اور کہاں ہے ؟ اتحاد و اتفاق کو کس نے پارہ پارہ کیا اور امت کے اندر رخنہ اور افتراق کا بیج کس نے بویا ؟ اصل قصوروار کون ہے ؟ راہِ حق واضح ہو جانے کے بعد بحیثیت ایک فرمانبردار امتی آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ؟ حقائق کو دل و جان سے تسلیم کرنا اور اس کا عملی ثبوت دینا یا پھر بیکار تشریح و تاویل کر کے سچائی سے چشم پوشی کرنا ہر دو صورت میں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہ مسئلہ آپ کا اور ہمارا ذاتی نہیں بلکہ عزت و ناموس رسالت کا مسئلہ ہے۔

Marfat.com

ہماری اس کتاب کی اشاعت

ان کرم فرماؤں کے لیے ہے

• جو حوصلہ و ہمت اور خلوص و للّٰہیت کے جذبہ کے ساتھ علمار اہلسنت و علمار دیوبند کے مابین اختلافات کو جاننا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کی اصل رکاوٹوں کو دُور کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

• جو اپنی نجی مجلسوں اور پرائیویٹ میٹنگوں میں اس سنجیدہ اور اصولی اختلاف کو مولویوں کے چکر، پیٹ کے دھندے، کھانے پینے کے حیلے، شکم پرستی اور اس قسم کے ملتے جلتے القابات سے یاد کر کے دادِ تحسین وصول کر کے خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

• جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اختلافات کو سمجھنے اور دُور کرنے کے لیے کسی قسم فکر و مفاہمتی کوشش کرنے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

• جو علمار اہلسنت و علمار دیوبند کے اختلاف کو محض جزوی یا فروعی یا لفظی خیال کرتے ہیں۔

• جو رات دن اپنی تمام تر علمی و تحقیقی صلاحیتیں گستاخانہ و کفریہ الفاظ و عبارات کی توضیح و تشریح و تاویل کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ گویا ان وضاحتوں کے رہ جانے سے دین شاید اُدھورا رہ جائے۔

• جو علمار اہل سنت و علمار دیوبند کے اختلاف (راہِ اتفاق و اتحاد کی سب سے بڑی رکاوٹ) کو زیرِ تحقیق لانے کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کے داعی بھی ہیں۔

• جو تیجہ، ساتہ، چالیسواں، مزاراتِ مقدسہ کی حاضری کو علمار اہل سنت و علمار دیوبند کے مابین اصل وجہ اختلاف سمجھتے ہیں۔

• جو گستاخی و بے ادبی اور اہانت و تحقیر والی عبارات پر مشتمل کتابیں اور لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھے بیٹھے ہیں۔

• جو مذہبی اختلاف کا نام سُن کر تلملا اٹھتے ہیں لیکن اپنے دفتری و کاروباری مسائل و معاملات

Marfat.com

میں اختلاف کو برداشت کرنے اور انہیں خوش اسلوبی سے حل کرنے میں اپنے تمام ترجانی و مالی وسائل کو صرف کر دیتے ہیں۔

● جو یہ مشورہ تو دیتے ہیں کہ اب حالات اس قسم کے ہیں کہ متنازعہ عبارات و مسائل پر بحث و تمحیص نہیں کرنی چاہیئے لیکن اپنا یہ مفید مشورہ ان اداروں کو نہیں پہنچاتے جو رات دن اس قسم کا متنازعی اور اختلافی لٹریچر چھاپتے رہتے ہیں۔

● جو مسئلہ تعظیم نبی[1] مسئلہ مقام و مرتبہ رسول[1]، مسئلہ خصائص رسول[1]، مسئلہ عظمت صحابہ[2] و اہل بیت، مسئلہ ولایت اور دیگر مسلمہ مسائل اسلام و اہل سنت کو فرقہ واریت کا نام دے کر دانستہ و غیر دانستہ کفر و الحاد و زندیقیت کی حمایت کر رہے ہیں۔

● جو اصل وجوہ اختلاف سمجھتے ہوئے ملک گیر سطح پر کوئی ایسا لائحہ عمل پیش کرنے کا جذبۂ صادقہ رکھتے ہوں جس سے اختلاف کی خلیج کو کم سے کم کرنے اور اتفاق و اتحاد کی طرف پیش رفت کی جا سکے۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

لاہور
۲۳ ذوالحجہ سنہ ۱۴۱۳ھ

محمد عمر فاروق مصطفوی

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ

علمائے دیوبند کے لئے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کا آپ پر قدرتی ردعمل یہ ہوگا کہ آپ غصّے کی جھنجلاہٹ میں اسے بند کرکے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے۔ لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صاحب فکر سلیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر حقائق کی تلاش کا جذبہ اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں گے کہ علماء دیوبند ایک ملک گیر محاذِ جنگ کی بنیاد آخر کیونکر پڑی۔ بحث و مناظرہ کے وہ حقیقی اسباب وعلل کیا تھے جن کے زیرِ اثر سالہا سال تک پورے ملک میں یہ معرکے گرم رہے۔

Marfat.com

یہ نزاع دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خاندانی مفادات کی آویزش کہکر نظر انداز کیا جا سکتا تھا، لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں، بیرونِ ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ مساجد سے لے کر مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اس لئے اس ہمہ گیر اختلاف کو دیوبند اور بریلی کا شخصی نزاع قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ——— ۔

نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ مجھے ہند و پاک کے مسلم مؤرخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیوبند کے خلاف ان مذہبی بےچینیوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک و بیرون ملک کے کروڑ ہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی و فکری انتشار کا شکار رہے۔ ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھکر دردناک مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ عین بے خبری کی حالت میں ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا۔ حالانکہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجبی حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع کی پوری تفصیل اس اُمید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے۔ بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر و تحمل کے ساتھ پڑھئے کہ حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تین مضبوط بنیادیں

کم و بیش ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلا وجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیلئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پہلی بُنیاد

اپنی مذہبی شرست کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے رسول کی بارگاہ میں اتنا مؤدب اور حساس ہے کہ رسول کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں۔ ناموسِ رسول کے تحفظ کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانا واقعہ ہے۔ حُبِّ رسول کی وارفتگی کا یہ رُخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے۔ باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کی تلوار اُس کے خلاف بے نیام ہو گئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ رسول کی حُرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالمِ اسلام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ قابلِ رشک ہیں وہ شہیدانِ محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوتے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہو گئے۔

علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے

Marfat.com

کہ اُن کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ پاک کو رذائل اور حیوانات وبہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جس کے وہ خود بھی اقراری مجرم ہیں۔

اہلِ علم وادب زبان کے اس محاورے سے اچھی طرح واقف ہیں کہ محترم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ سے عظمت وتکریم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توہین وتنقیص کے معنی نکلتے ہیں۔ اُردو زبان کے محاورات میں تشبیہ وتمثیل کا یہ ضابطہ اتنا شائع اور ذائع ہے کہ کوئی صاحبِ علم اس کے ان معانی ومطالب کے استلزام سے انکار نہیں کرسکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا یہ دعویٰ شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مولانا تھانوی بارگاہِ رسالت کے گستاخ ہیں۔ انھوں نے رسول پاک کے علم شریف کو رذائل کے علم سے تشبیہ دیکر اہانت رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے ——۔

(۲) علمائے دیوبند کے دوسرے اور تیسرے مذہبی پیشوا مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے براہینِ قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علمِ محیط کے سوال پر شیطان کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن وحدیث ناطق ہیں۔ رسول کے علم کی وسعت پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

اس میں قطعاً دورائے نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسول پاک کے علم کی تنقیص ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کُھلی ہوئی گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہوئی گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو

Marfat.com

شخص رسول پاک کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے رکھنا شرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی ــــــ۔

---

(۳) ــــــ علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولانا قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہوجاتا ہے۔ مولانا نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت وحلت کا نہیں بلکہ کفر واسلام کا ہے۔

دعوت انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکار ضروریاتِ دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن کی بیشمار

Marfat.com

آتیں اس عقیدے پر شاہد عدل ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کر دیتی ہے۔ علم اور عبادت کی کوئی فضیلت گستاخی کے انجامِ بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچا سکتی ——————۔

اس موقعہ پر اپنے قارئین سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز تحریروں کو آپ اس زاویۂ نظر سے ہرگز مت پڑھئے کہ یہ دیوبند اور بریلی کی ایک مذہبی نزاع ہے۔ بلکہ مطالعہ کرتے وقت اپنی فکر کو اس نقطے پر مرکوز رکھئے کہ اکابر دیوبند کی ان عبارتوں کی ضرب براہِ راست رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت پر پڑتی ہے۔ اُن کے گستاخ قلم کا حملہ علمائے بریلی پر نہیں بلکہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ محترم پر ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ نے ان تحریروں کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے کیا کہ یہ دیوبند اور بریلی کے نام سے دو مکتبِ فکر کے علمار کا باہمی جھگڑا ہے تو جذبے کا وہ والہانہ تقدس باقی نہیں رہے گا جو اپنے رسول کی حمایت میں کسی کے خلاف دو ٹوک فیصلہ کرنے کے لئے مطلوب ہے ——————

میری اس گذارش کا مدعا صرف اتنا ہے کہ اپنی کسی بھی محبوب شخصیت کے مقابلے میں "رسول" کو ترجیح دینے کا سوال خود آپ کے اپنے ایمان کا تقاضا ہونا چاہئے۔ اس لئے علمائے بریلی کو آپ ایک طرف رکھئے۔ اور خود اپنے "مومن ضمیر" سے دریافت کیجئے کہ اکابر دیوبند کی ان تحریروں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت مجروح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور دین کے اصول و ضروریات سے انحراف کا پہلو واضح ہوتا ہے یا نہیں؟ ان کی یہ تحریریں کسی اجنبی زبان میں نہیں ہیں کہ آپ کو کسی مترجم کی ضرورت پیش آتے۔ وہ سیدھی سادھی اردو زبان میں ہیں جنھیں آپ بھی سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حوالوں کی نشاندہی پر آپکو اعتماد نہ ہو تو اصل کتاب منگوا کر دیکھ لیں وہ آج بھی کتبخانوں سے دستیاب ہوجاتی ہیں۔

Marfat.com

اب رہ گیا علمائے بریلی کا سوال تو اس سلسلے میں ان کا کردار اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز عبارتوں کو پڑھنے کے بعد جو انھیں ناقابل برداشت اذیت پہنچی اور جس روحانی کرب کے اضطراب میں وہ اچانک مبتلا ہوگئے اس کے رد عمل کا اظہار انھوں نے برملا کیا۔ تعلقات کی کوئی مصلحت اس راہ میں انھیں حائل نہیں ہوئی۔

اس کے بعد انھوں نے دیوبند کے ان اکابرین سے براہِ راست رابطہ قائم کیا اور دلائل کی روشنی میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ان کفری عبارتوں سے جو تنقیص شانِ رسالت اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں اعلانیہ توبۂ صحیحہ شرعیہ کریں اور اپنی کتابوں سے ان دلآزار عبارتوں کو نکال دیں۔ لیکن ان کی جھوٹی عزت و شہرت اس راہ میں حائل ہوگئی اور انھوں نے عار پر نار کو ترجیح دی۔

گستاخانِ رسول کے درمیان ایک قدرِ مشترک

سلسلۂ کلام سے ہٹ کر ایک بات اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ امید کہ انتظار کا یہ لمحہ آپ کو بار خاطر نہ ہوگا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محترم میں گستاخی کرنے والوں کی تاریخ کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو ہر گستاخ کی یہ سرشت قدرِ مشترک کے طور پر آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی کہ دل کے جذبۂ نفاق کے زیر اثر جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکل جاتا ہے تو باز پرس کرنے پر ایک شرمسار مجرم کی طرح وہ اپنے کلمۂ کفر سے توبہ کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کیلئے غلط سلط تاویل اور سخن پروری کے جذبے کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں۔

عہدِ رسالت میں بھی منافقین مدینہ کا یہی رویہ تھا۔ چنانچہ ایک سفر سے واپسی کے موقعہ پر جب منافقین نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ استعمال کیا۔ جب صحابۂ کرام کے ذریعہ حضور تک یہ بات پہنچی اور حضور نے منافقین سے اس کے متعلق باز پرس فرمایا تو انھوں نے اعتراف جرم اور توبہ و معافی کے بجائے بات بنانے اور تاویل

Marfat.com

کرنے اور حیلے بہانے تراشنے کا رویہ اختیار کیا۔ چونکہ اسوقت نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا اس لئے فوراً ان کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ حیلے بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے۔ اگر نزولِ وحی کا سلسلہ جاری نہ رہتا تو اُن کے جھوٹ کا پردہ فاش نہ ہوتا اور وہ کلمہ پڑھکر مسلم معاشرے میں اپنے کفر کو چھپائے رکھتے۔

سخن پروری کی تازہ مثال

منافقین مدینہ کا یہ کردار عہد حاضر میں آپ دیکھنا چاہتے ہوں تو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے پرو وائس چانسلر کا قضیہ پڑھیئے۔ انھوں نے کسی انگلش میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے سیکولر کہلانے کے شوق میں ملعون زمانہ رشدی کی کتاب کے بارے میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے اس کتاب پر جو پابندی عائد کی ہے اُسے اٹھالینا چاہیئے کیونکہ ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے ــــــ۔

اس فقرے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رشدی نے اپنی ملعون کتاب میں جو اہانتِ رسول کی ہے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے اس فقرے کے ذریعہ مشیر الحسن نے اہانت رسول کی کھلی ہوئی حمایت کی ــــــ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے غیور اور سرفروش طلبہ قابل تکریم وتحسین ہیں کہ جب انھوں نے یہ انٹرویو پڑھا تو ایک گستاخِ رسول کی حمایت کی بنیاد پر وہ تحفظِ ناموسِ رسول کے جذبے میں مشیر الحسن کے خلاف پوری طرح صف آرا ہوگئے اور انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخ کا حامی بھی گستاخ ہی ہوتا ہے اس لئے مشیر الحسن کو اس کے منصب سے فوراً ہٹایا جائے۔ ہم ایسے دل آزار شخص کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرینگے۔

چونکہ یہ مسئلہ ناموسِ رسول کا تھا اس لئے جامعہ ملیہ کے اساتذہ کی بڑی تعداد نے بھی ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہوکر طلبہ کے موقف کی حمایت کا اعلان کردیا۔ دہلی کے مسلمانوں تک جب اس قضیہ کی تفصیل پہنچی تو ہر طرف مشیر الحسن کے خلاف نفرت وبیزاری

Marfat.com

کی لہر دوڑ گئی اور طلبہ کے مطالبے میں شہر کے عوام بھی شریک ہو گئے۔ ذاکر نگر کی انجمن رضا نے جس جذبۂ سرفروشی کے ساتھ مشیر الحسن کے خلاف اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا اور جامعہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں صحیح مشورے دیئے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

لیکن دار العلوم دیوبند کے علماء؟

صرف دار العلوم دیوبند کے علماء جن میں مولوی سالم صاحب ابن قاری طیب صاحب اور مولوی احمد علی قاسمی اور ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند کے ورکنگ جنرل سکریٹری مولوی فضیل احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان تمام حضرات کے نزدیک مشیر الحسن کی گستاخی ثابت نہیں ہے —— جیسا کہ روز نامہ "قومی آواز" دہلی کی مورخہ ۱۰ر مئی ۹۲ء کی اشاعت میں ان کے مشترکہ بیان کے الفاظ یہ ہیں۔

"طلبہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ واقعتاً شاتم رسول ہے کہ نہیں"۔ ——

کس قدر افسوس اور قلق کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ کے طلبہ کو جو عالم دین نہیں ہیں، جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو جو عالم دین نہیں ہیں اور دہلی کے مسلمانوں کو مشیر الحسن کی گستاخی سمجھ میں آگئی۔ لیکن دار العلوم دیوبند کے علماء اس کی گستاخی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

حالانکہ قومی آواز کی اسی اشاعت میں اخبار کے آخری صفحہ پر مشیر الحسن کی بابت شیخ الجامعہ مسٹر بشیر الدین احمد کی ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس کا یہ حصہ مشیر الحسن کے جرم پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے ——

"جامعہ کے پرو وائس چانسلر پروفیسر مشیر الحسن نے اس کتاب (رشدی کی کتاب) پر عائد پابندی اٹھانے سے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ چونکہ باعث تکلیف ہے اور اس کی وجہ سے ناراضگی اور احتجاج کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے"۔

Marfat.com

وائس چانسلر کی اسی تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مشیر الحسن کے خلاف طلبہ کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ پابندی اٹھانے کی بات انھوں نے اسی بنیاد پر کی ہے کہ ہر شخص کو بنیادی طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے۔ اس لئے سلمان رشدی نے پیغمبر اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اپنے حق کا جائز استعمال کیا ہے۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ اتنی وضاحت کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء مشیر الحسن کو بے گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی بے گناہی کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ ہے۔ پڑھئے اور خون کا گھونٹ پیجئے۔

"جس شخص کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ وضاحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ وہ اس گناہ سے بری ہے اور حضور کا مکمل احترام اپنے قلب میں رکھتا ہے"۔

دارالعلوم دیوبند کے ان علماء کی کج فہمی پر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ انھیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کسی دعوے کے ثبوت کے لئے مجرم کا اقرار ضروری نہیں ہے۔ اس کا بیان اور بیان کے الفاظ دعوے کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ اسلامی تعزیرات کی تاریخ میں کس گستاخ کو اقرار جرم کی بنیاد پر سزا دی گئی ہے۔ تاریخ میں جسے بھی کوئی سزا ملی ہے اس کے الفاظ و بیان ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء یہ ثابت کر سکتا ہے کہ کلمۂ کفر کی بنیاد پر جس کی بھی اس نے تکفیر کی ہے اس سے کفر کا اقرار کروایا ہے لیکن مشیر الحسن کے بارے میں سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جذبۂ حب رسول پر مشیر الحسن کی حمایت کا جذبہ اگر غالب نہ آگیا ہوتا تو دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء ایسی کچی بات ہرگز نہ کہتے۔ کس مصلحت نے انھیں مشیر الحسن کے حق میں صفائی کا وکیل بنا دیا ہے اسے وہی بتا سکتے ہیں۔

ہم نے تو یہ قصہ صرف اسی لئے چھیڑا ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بات کو سمجھ سکیں کہ جذبۂ حب رسول کسی گستاخ کے خلاف کس طرح اہل ایمان کو متحد کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کا سینہ اس مقدس جذبے سے خالی ہے وہ گستاخ کی حمایت کے لئے کتنی بے حیائی کے ساتھ رکیک اور مضحکہ خیز تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

Marfat.com

گستاخانِ رسول کی سرشت اور ان کے حامیوں کا ذہن و کردار سمجھانے کیلئے میں لپٹے اٹھائے ہوئے سلسلہ کلام سے بہت دور نکل آیا۔ اب پھر آپ پچھلے اوراق میں اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کے الزامات کی بحث سے اپنے ذہن کا رشتہ جوڑ لیں۔

ٹھیک اسی طرح اُسوقت بھی دیوبند کے علماء نے اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے معاندکارویہ اختیار کر لیا اور سخن پروری کے جذبے سے مسلح ہو کر وہ میدان میں اتر آئے اور پوری قوت کے ساتھ عوام میں اس بات کی تشہیر کرنے لگے کہ اہانت رسول کے الزام سے ہمارا دامن بالکل پاک ہے۔ یہ سارا جھگڑا علمائے بریلی کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ انھوں نے ہمارے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا جو الزام عائد کیا ہے وہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔

ان کے پاس ذرائع ابلاغ اور مالی وسائل کی کمی نہیں تھی۔ جب ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ سے عوام متاثر ہونے لگے تو ان کا جھوٹ فاش کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں بحث و مناظرہ کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ تاکہ عوام کی عدالت میں بالکل آمنے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ان کے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا الزام جھوٹا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔

چنانچہ ہر مناظرے کی مجلس میں انہی کے مناظر علماء کے سامنے ان کی کتابوں سے وہ اہانت آمیز عبارتیں صفحہ اور سطر کی نشاندہی کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور ان کے علماء نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کتابیں ہمارے اکابر کی تصنیف کردہ نہیں ہیں اور عبارتیں ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں ــــــــ۔

بحث و مناظرہ کے ان معرکوں سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ملک کے عوام کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح اتر گئی کہ اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ بھی لوگوں نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ علمائے اہلسنت کا یہ سارا اضطراب اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کی بےچینیوں کا یہ سارا مظاہرہ صرف تحفظ ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے میں ہے۔

Marfat.com

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی دوسری بنیاد

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی پہلی بنیاد ان کے اکابر کی وہ عبارتیں ہیں جو اہانتِ رسول اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں، جنہیں آپ گذشتہ اوراق میں پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ——— اگر آپ کی نگاہ میں ہمارے ایمانی احساسات کی کوئی قیمت ہے تو آپ نے اچھی طرح اندازہ لگالیا ہوگا کہ ان اہانت آمیز عبارتوں کے ردعمل میں علمائے دیوبند کے خلاف ہماری نفرت و بے زاری کبھی ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے ———۔

یہی ایک بنیاد ان سے ہماری علیحدگی کے لئے بہت کافی تھی جب کہ یہ معلوم کرکے آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس کے علاوہ علمائے دیوبند کے کچھ مخصوص عقائد بھی ہیں جو فاصلہ بڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی تفصیل کتابوں کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے ———۔

(۱) امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں ——— (تحذیر الناس)

(۲) صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے ——— (تصفیۃ العقائد)

(۳) کذب کو شانِ نبوت کے منافی سمجھنا غلط ہے ——— (تصفیۃ العقائد)

(۴) انبیاء کو معاصی سے معصوم سمجھنا غلط ہے ——— (تصفیۃ العقائد)

Marfat.com

(۵) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے ——————— (صراط مستقیم)

(۶) نماز میں نبی کا خیال زنا کے خیال اور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے ——————— (صراط مستقیم)

(۷) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ——————— (یکروزی)

(۸) خدا کو زمان و مکان سے منزّہ سمجھنا گمراہی ہے ——————— (ایضاح الحق)

(۹) جادوگروں کے شعبدے انبیاء کے معجزات سے بڑھکر ہوتے ہیں ——— (منصب امامت)

(۱۰) صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہے ——— (فتاوی رشیدیہ)

(۱۱) محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ——————— (تقویۃ الایمان)

ہر مخلوق چھوٹا ہو (جیسے عام بندے) یا بڑا (جیسے انبیاء و اولیاء) وہ اللہ کی شان

(۱۲) کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے ——————— (تقویۃ الایمان)

(۱۳) جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا ہے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے ——————— (تقویۃ الایمان)

(۱۴) رسول بخش، نبی بخش، غلام معین الدین اور غلام محی الدین نام رکھنا شرک ہے ——————— (تقویۃ الایمان)

(۱۵) "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ امتی بھی رحمۃ للعلمین ہو سکتے ہیں ——————— (فتاوی رشیدیہ)

(۱۶) بزرگان دین کی فاتحہ کا تبرک کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے — (فتاوی رشیدیہ)

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم انکے چھوٹے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

(۱۸) یہ کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائیگا شرک ہے ——— (بہشتی زیور)

(۱۹) کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنا۔ ان کے مزار پر روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کیلئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا شرک ہے (تقویۃ الایمان)

Marfat.com

اپنے قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ انصاف و دیانت کے ساتھ آپ دیوبندی مکتبِ فکر کے ان مخصوص عقائد پر غور فرمائیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن سے عقیدۂ توحید کے تقدس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو شانِ منصب رسالت کو مجروح کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اگر صحیح مان لیا جائے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کے ایمان واسلام کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور بات یہیں تک نہیں رکتی بلکہ صدیوں پر مشتمل ماضی کے وہ لاکھوں اسلافِ کرام بھی زد میں آجاتے ہیں جنہوں نے ان عقائد و اعمال کے مخالف سمت کو اسلامی عقائد و اعمال کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے اہل بریلی کو ایک کنارے رکھئے اور اپنے مذہبی شعور کی بنیاد پر آپ خود بتایئے کہ کیا ان عقائد و اعمال کی صحت سے آپ اتفاق کرتے ہیں اور بغیر کسی تردد کے ہاں یا نہیں میں اس بات کا بھی دوٹوک فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کا مسلم معاشرہ انہی عقائد و اعمال کی بنیاد پر قائم ہے ـــــ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ان علمائے حق کے بارے میں آپ صاف صاف اپنے خیال کا اظہار کیجئے جنہوں نے علمائے دیوبند کے ان خانہ زاد عقائد و اعمال سے اختلاف کیا ہے اور اسلام کے ایک پُرجوش محافظ کی حیثیت سے امت کو ان گندے عقائد سے بچانے کی بھرپور جدوجہد کی ہے اور عین اس کے مخالف سمت میں اسلام کے صحیح عقائد کے ساتھ انہیں منسلک دکھا ہے۔

اب جمہور مسلمین ہی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان علمائے حق کا یہ عظیم کارنامہ ان کے حق میں ہے یا ان کے خلاف ہے اور اپنے ان گراں قدر خدمات کے ذریعہ ان علمائے حق نے امت میں تفرقہ ڈالا ہے یا انہیں ٹوٹنے سے بچا لیا ہے۔

اگر اس حقیقت سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ آج بھی روئے زمین کے جمہور مسلمین کا وہی مذہب ہے جس کی حمایت ان علماء نے اپنی زبان وقلم سے کی ہے تو اس حقیقت سے بھی آپ کو اتفاق کرنا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے صحیح پیشوا بھی یہی علماء ہیں۔ جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان علماء کے خلاف تفرقہ اندازی کا الزام عائد کرتے ہیں وہ مذہبی تاریخ میں سب سے بڑے احسان فراموش کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نہ بھی اپنے آپ کو بریلوی کہیں جب بھی آپ کو علمائے بریلی کے اس

Marfat.com

عظیم الشان کردار کا شکر گذار ہونا پڑے گا کہ انہوں نے آپکو دیوبند کے غلط مذہب فکر کا شکار ہونے سے بچا لیا ـــــ اور امت مسلمہ کو صحیح عقائد و اعمال کے ساتھ منسلک رکھا۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی تیسری بنیاد

تیسری بنیاد کے ضمن میں علمائے دیوبند کے وہ فتاوی اور تحریرات ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے جمہور مسلمین کی مذہبی روایات کو حرام اور بدعت ضلالت قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ اُن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ـــــ۔

(۱) انبیاء و اولیاء کے ساتھ توسل کو وہ حرام اور گناہ قرار دیتے ہیں۔

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بعطائے الٰہی بھی وہ علم غیب کا عقیدہ تسلیم نہیں کرتے۔

(۳) تقویۃ الایمان کی صراحت کے مطابق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۴) وہ محافل میلاد کے انعقاد اور قیام و سلام کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۵) بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لئے ایصال ثواب اور عرس و فاتحہ کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۶) مجلس ذکر شہادت حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چھٹی کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کے موقعہ پر وہ خوشی منانے اور جلسۂ وجلوس کے انعقاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۸) مزاراتِ اولیاء اور مقابر صلحاء پر گنبد کی تعمیر ان کے نزدیک حرام ہے۔

(۹) نعرۂ یا رسول اللہ اور یا نبی سلام علیک کو وہ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۰) عقیقہ و ختنہ اور بسم اللہ کی تقریبات میں اعزہ و اقارب اور احباب کو جمع کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۱) تیجہ، دسواں، چالیسواں اور شب برأت کا حلوہ ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

Marfat.com

(۱۲) شادی، بیاہ، منگنی اور چوتھی میں ان کے نزدیک نہ کسی کو بلانا جائز ہے اور نہ کسی کے یہاں جانا جائز ہے۔

(۱۳) شادی کے موقعہ پر سہرا باندھنے کو وہ مشرکانہ فعل قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) جو شخص مزاراتِ اولیاء پر چادر چڑھاتا ہو، بزرگوں کا عرس کرتا ہو اس کے لڑکے کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کے رشتۂ نکاح کو وہ حرام قرار دیتے ہیں، اس کے جنازے میں شریک ہونے، اس کی بیمار پرسی کرنے اور اسے سلام کرنے سے بھی یہ لوگ منع کرتے ہیں ———.

(۱۵) ارواح اولیاء سے فیض حاصل کرنے اور مدد طلب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۶) حضور اکرم سید عالم صلی علیہ وسلم کا نام پاک سُنکر انگوٹھا چومنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۷) رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۸) رمضان المبارک میں ختم قرآن کے موقعہ پر مساجد میں چراغاں کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۹) امواتِ مسلمین کی قبروں پر تاریخ وفات کا پتھر نصب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۲۰) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی یہ لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

(۲۱) عید کے دن معانقہ کرنے اور بغلگیر ہونے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ تیسری بنیاد بھی آپ کے سامنے ہے ــــ اب آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا آپ علمائے دیوبند کے ان فتوؤں سے متفق ہیں۔ اور کیا یہ فتوے جمہور مسلمین کی روایات کی مخالفت میں نہیں ہیں ــــ؟ اور کیا ہمارے معاشرے کا مذہبی اور اجتماعی نظام ان فتوؤں سے مجروح نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان فتوؤں کے مطابق عام مسلمان صبح سے شام اگر حرام ہی کا ارتکاب کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں تو ہمارا اسلامی معاشرہ کہاں ہے۔ ؟

یہی وہ منزل ہے جہاں واضح طور پر آپ کو علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچنی ہوگی کہ علمائے دیوبند کی ساری محنت اس بات پر صرف ہوئی کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کو گنہگار و حرام کار ثابت کیا جائے۔ اور علمائے بریلی نے اپنے علم کا سارا زور اس بات پر لگایا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک حرام نہیں ہے اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ جن مذہبی اور اخلاقی روایات پر ہمارا معاشرہ کھڑا ہے انھیں بلاوجہ حرام قرار دینا علم اور فکر کی گمراہی بھی ہے اور مسلم دشمنی بھی۔

ہمارے قارئین کرام جذبۂ انصاف سے کام لیں تو انھیں ماننا پڑے گا کہ علمائے بریلی کی ساری جدوجہد جمہور مسلمین کی حمایت میں ہے۔ جبکہ علمائے دیوبند کی ساری کوششیں جمہور مسلمین کی مخالفت میں ہیں۔

اب اس سے بڑھکر ناقدری اور زیادتی کیا ہوگی کہ جو لوگ آپ پر حملہ آور ہیں وہ آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہو گئے۔ اور جو علما اپنی جان اور آبرو جوکھم میں ڈال کر آپ کا دفاع کر رہے ہیں انھیں آپ دشمن سمجھتے ہیں۔

حاصلِ گفتگو

اختلاف کی پہلی بنیاد سے لیکر یہاں تک جو کچھ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کا مدعا صرف اتنا ہے کہ آپ اختلافات کی نوعیت کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہماری برہمی، بیزاری اور علیحدگی کو کسی اور جذبے پر محمول نہ کریں۔ علمائے دیوبند کے گستاخ قلم کا حملہ ہماری اپنی ذات پر ہوتا تو عفو و درگذر اور مصالحت کی بہت سی راہیں نکل سکتی تھیں۔ لیکن جب انھوں نے منصبِ رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنا کر اللہ اور اس کے پیارے رسول کو اذیت پہنچائی ہے تو اب ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا وہیں سے ہوگا۔

کسی بھی عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ نبی کے توسط سے ہے۔

Marfat.com

جب اپنا رشتہ وہیں سے کوئی کاٹ دے تو ہمارے ساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی پاک کے ساتھ وفاداری کے جذبے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے، نہ یہ کہ ان گستاخوں سے ہم اپنا رشتہ منقطع رکھیں گے، بلکہ ہماری کوشش جاری رہے گی کہ ہر مومن وفادار کا رشتہ ان سے منقطع کرتے رہیں ـــــــــ۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کے الزامات

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تاریخ ادھوری رہ جائے گی اگر ان الزامات کا ذکر نہ کریں جو علمائے دیوبند نے ہمارے خلاف عائد کئے ہیں۔

ہمارے خلاف ان کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے صاحب علم وفضل علماء کی تکفیر کی ہے اور ہم کفر کا فتویٰ دینے میں بہت بے باک اور غیر محتاط واقع ہوتے ہیں اور اپنے مسلک میں ہم بہت شدت پسند اور متعصب ہیں ـــــــ اس الزام کے دفاع میں اس سے زیادہ اور ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ہماری کتاب "حسام الحرمین" میں صرف پانچ اشخاص کے خلاف یہ الزام اہانت رسول وانکار ضروریات دین کفر کے فتوے صادر کئے گئے ہیں۔ جن پر حرمین طیبین اور بلاد عرب کے اکابر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہے ـــــــ۔

ان میں چار تو یہی اکابر علماء دیوبند ہیں جن کا تذکرہ پہلی بنیاد کے ضمن میں گذر چکا ہے اور پانچواں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ہے۔

اب اگر کوئی اپنی شامتِ عمل سے ان پانچوں میں سے کسی کے بھی کلماتِ کفریہ کی حمایت کرتا ہے تو اس کے لازمی نتائج اور واجبی تعزیرات کا ذمہ دار وہ خود ہے ـــــــ علمائے بریلی کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ بلا وجہ کسی کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ اہانت رسول اور کلمۂ کفر

Marfat.com

کی حمایت کر کے اپنی عاقبت برباد کرنے کا انتظام وہ خود کرتے ہیں۔ کسی اور کو مطعون کرنے سے کیا فائدہ۔

ایک ضروری نکتہ

اس مقام پر اس نکتے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کو کلمۂ ایمان و اسلام کے اقرار کے بعد مسلم سمجھنا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلم کو اگر وہ معاذ اللہ کفر کا مرتکب ہو جائے تو اسے غیر مسلم سمجھنا بھی دین ہی کا ایک فریضہ ہے ــــــ۔

مخصوص حالات میں یہ ناخوشگوار فریضہ جس طرح علمائے بریلی کو انجام دینا پڑا ہے علمائے دیوبند بھی اس فرض کی ادائیگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ثبوت کیلئے مولانا عبدالماجد دریا بادی کی مشہور کتاب "حکیم الامۃ" میں مولانا امین احمد اصلاحی کا یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خط اس دور کا ہے جب مولانا اصلاحی مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڈھ کے منتظم تھے۔ موصوف کے خط کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے ــــــ۔

> "مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے (تبلیغی) جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں" (حکیم الامۃ ص ۴۷۵)

مولانا عبدالماجد دریا بادی تھانوی صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں اس لئے مولانا امین احسن اصلاحی کا خط موصول ہونے کے بعد انھوں نے ایک معتمد کی حیثیت سے تھانوی صاحب کو ایک مفصل خط لکھا جس میں انھوں نے مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے ان کی عبادت و ریاضت، اُن کی نماز تہجد اور ان کے زہد و تقویٰ کو ان کے اسلام و ایمان کے ثبوت میں پیش کیا تھا ــــــ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسے متدین لوگوں کے خلاف کفر کا فتویٰ حلق کے نیچے نہیں اترتا ــــــ۔

ــــــ تھانوی صاحب نے ان کے خط کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

"یہ سب اعمال و احوال ہیں۔ عقائد ان سے جدا گانہ چیز ہے۔ صحتِ عقائد

Marfat.com

کے ساتھ فساد اعمال واحوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال واحوال جمع ہو سکتا ہے۔" (حکیم الامۃ ص ۶۴)

اس جواب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ شہرت علم و کمال اور فضل و تقویٰ کے باوجود مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے خلاف مولانا تھانوی نے کفر کا جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ درست اور صحیح ہے۔ تھانوی صاحب کے چاہنے والے معتقدین اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہی تاویل کریں گے کہ مولانا تھانوی نے ان دونوں حضرات کی تحریر یا تقریر میں کفر کی کوئی بات ضرور دیکھی ہو گی۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے انھوں نے کفر کا فتویٰ ہرگز صادر نہیں کیا ہوگا

اب یہی بات اگر ہم تھانوی صاحب اور دیگر اکابر دیوبند پر اُلٹ دیں کہ ان حضرات کے خلاف بھی کفر کا جو فتویٰ حرمین طیبین سے صادر ہوا وہ بھی بلاوجہ نہیں تھا۔ تکفیر کی کوئی شرعی وجہ ان کی نظر میں ضرور ہو گی جیسا کہ پہلی بنیاد میں اس کی ساری تفصیل آپ کی نظر سے گذر چکی ہے ——۔ اگر مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہرت، ان کی تکفیر سے مانع نہیں ہوتی تو اکابر دیوبند کے حق میں آسمان سے کونسی وحی نازل ہوتی ہے کہ کفر اور اہانت رسول کے جرم کے ارتکاب کے باوجود انھیں تکفیر سے مستثنیٰ رکھا جائیگا۔

تصلّب اور شدّت پسندی کے الزام کا جواب

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا یہ الزام بھی ہے کہ ہم اپنے مسلک میں نہایت متصلب اور شدت پسند واقع ہوتے ہیں۔ اس الزام کا اس سے زیادہ موزوں اور مؤثر جواب کوئی اور نہیں ہو سکتا کہ ہم انھیں آئینہ دکھائیں کہ آپ خود اپنی تصویر اس آئینہ میں دیکھ لیں پھر کسی پر انگلی اٹھائیں ——۔

ابھی مولانا امین احسن اصلاحی کے خط میں تھانوی صاحب کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر بھی چونکہ انھی کافروں کا مشن ہے اس لئے وہ بھی مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہانتک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و زندیق ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس سے زیادہ مسلک کی شدت پسندی اور کیا ہو گی۔ تھانوی صاحب

اپنے مسلک میں اتنے شدت پسند ہیں کہ جن لوگوں کو وہ بددین سمجھتے ہیں ان کی تحریر بھی وہ اپنے معتقدین کو نہیں پڑھنے دیتے۔ "کمالات اشرفیہ" نامی کتاب میں ان کے ملفوظات کا مرتب ان کا یہ ملفوظ نقل کرتا ہے۔

"بددین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔
ان کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ اس لئے
بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے"۔

(کمالات اشرفیہ ص ۵۵)

اب ہماری مظلومی کے ساتھ انصاف کیجئے کہ جن لوگوں کو اہانت رسول اور ضروریات دین کے انکار کے الزام میں ہم بے دین سمجھتے ہیں، اگر ہم بھی ان کی صحبت ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں کے بارے میں یہی شدت اختیار کریں تو ہم کیوں لائق گردن زنی ٹھہرائے جائیں ——— شریعت کی جو مصلحت ان کے سامنے ہے وہ ہمارے سامنے بھی کیوں نہیں ہونی چاہیئے؟

شدت پسندی کی ایک اور مثال

جو لوگ ندوہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوبند کے اکابر ندوہ کے سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ندوہ کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری جب ندوہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت لے کر مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب سے ملنے دیوبند گئے تو انھوں نے نہ صرف دعوت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ملنے سے بھی انکار کردیا۔ یہانتک کہ جب مولانا مونگیری کیطرف سے اصرار ہوا کہ آپ خود شریک نہیں ہو سکتے تو کم از کم اپنے کسی آدمی کو شرکت کی اجازت دے دیجئے تو اس کے جواب میں انھوں نے فرمایا ———۔

"مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اس کا بخیر نہیں۔ اس واسطے میں اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا"۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۰۵)

"انجام اس کا بخیر نہیں" اس الہام خداوندی کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آج ندوہ پر دیوبندی فرقے کا تسلط ہو گیا ہے۔

Marfat.com

اور انجام کی وحشت ناک تصویر اور نمایاں ہو جائے گی اگر اس کا آغاز بھی آپ نظر میں رکھیں۔

مولانا شبلی نعمانی کے بارے میں اہلِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ندوہ کے بانیوں میں ایک مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ایک مضمون مقالاتِ شبلی کے حصۂ ششم میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس وقت کا ہے جب مولانا شبلی سے ندوہ کے ناظم کی چشمک ہو گئی تھی۔ بتدریج اختلافات یہاں تک بڑھے کہ مولانا کی حمایت میں ندوہ کے طلبہ نے اسٹرائک کر دیا۔ اس کے بعد کی سرگزشت خود مولانا کے قلم سے پڑھئے۔ لکھتے ہیں کہ ——

"عین اسی حالت میں مولود شریف کا زمانہ آیا اور طلبہ نے جیسا ہمیشہ کا معمول تھا مولود شریف کرنا چاہا۔ لیکن اس خیال سے کہ مولود شریف میں بیان کروں گا وہ مولود سے روکے گئے اور تین دن تک یہ مرحلہ رہا۔ آخر لوگوں نے سمجھایا کہ مولود کے روکنے سے شہر میں عام برہمی پھیلے گی مجبوراً شرطوں اور قیدوں کے ساتھ مولود شریف کی منظوری دی گئی۔"

(مقالاتِ شبلی، ج ٦، ص ١٣١)

لیکن کیا آج بھی دار العلوم ندوۃ العلماء کے احاطے میں محفل مولود شریف کے انعقاد کی اجازت مل سکتی ہے؟ کیا آج بھی ہمیشہ کا یہ معمول وہاں کے طلبہ میں زندہ اور باقی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ اب ندوہ پر اہل دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا ہے۔

غور فرمائیے! وہ آغاز تھا اور یہ انجام ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کا الہام انجام ہی کے بارے میں ہے۔ آغاز کے بارے میں نہیں ہے ——

شدت پسندی کا ایک اور مکروہ نمونہ

دیوبندی مذہب کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے مسلک میں کتنے شدت پسند تھے اس کی ایک مثال ندوہ کے سلسلے میں آپ پڑھ چکے۔ اب ان کی شدت پسندی، سخت مزاجی کا ایک اور مکروہ نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

بزرگانِ دین اور ان کے مزارات طیبات سے انھیں اتنی سخت نفرت تھی کہ وہ ان کے عرسوں سے بھی سخت نفرت کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ، قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مزار مبارک اسی گنگوہ میں ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کا وطن مالوف ہے۔ ان کیطرف سے مولوی صاحب کے دل میں کتنی کدورت تھی اور وہ ان کے عرس شریف سے کس قدر نفرت کرتے تھے اس کا اندازہ آپ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور کی اس تحریر سے لگائیے ـــــــ۔

موصوف اپنی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں لکھتے ہیں۔

" حضرت شاہ عبدالقدوس کا عرس جس کے بند کرنے پر آپ قادر نہ تھے، وہ اس درجہ آپ کو اذیت پہنچاتا تھا کہ آپ کو صبر کرنا دشوار تھا۔ اول اول آپ ان دنوں گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لے جاتے۔ مگر آخر میں اس اذیت قلبی کے برداشت کرنے کی آپ کو تکلیف دی گئی تو یہ زمانہ بھی آپ کو اپنی خانقاہ میں رہ کر گذارنا پڑا۔

موسم عرس میں آپ کو اپنے منتسبین کا آنا بھی اس درجہ ناگوار ہوتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہو جاتے اور ان سے بات چیت کرنا بھی چھوڑ دیتے۔ ایک بار جناب مولوی محمد صالح صاحب جالندھری جو آپ کے خلفاء اور مجازین میں سے تھے، آپ کی زیارت کے شوق میں بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا۔ اگرچہ آنے والے خادم کو اس کا وہم بھی نہ گذرا۔ مگر حضرت امام ربانی نے بجز سلام کا جواب دینے کے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں اور کب آئے اور کیوں آئے۔ مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گذر گئے۔ حضرت کا رُخ پھرا ہوا دیکھنا ان کو اس درجہ شاق گذرتا تھا کہ اس کو انھی کے دل سے پوچھنا چاہئے۔ آخر اس حالت کی تاب نہ لاکر حاضر خدمت ہوئے اور

Marfat.com

رو رو کر عرض کیا کہ حضرت مجھ سے کیا قصور ہوا جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔
معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت خدا شاہد ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے
ساتھ ابتدا ہی سے شوق نہیں۔ واللہ نہ میں اسوقت اس خیال سے گنگوہ
آیا۔ اور نہ آجکل یہاں عرس ہونے کا مجھے علم تھا۔

حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اگرچہ تمہاری نیت عرس میں شرکت
کی نہیں تھی۔ مگر جس راستے میں دو آدمی عرس کے آنے والے آئے تھے
اس میں تیسرے تم تھے"۔۔۔۔۔۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۹۴)

اب قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ اس سے بڑھکر اپنے مسلک میں شدت پسندی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کا مرید عرس شریف میں شرکت کی غرض سے گنگوہ نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے پیر کی ملاقات کے لئے وہاں حاضر ہوا تھا لیکن صرف اتنی سی بات پر کہ وہ عرس کے زمانے میں گنگوہ کیوں آیا اسے ایسی ذلت آمیز سزا دی کہ جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو قطب عالم کے عرس سے اتنی ہی نفرت تھی تو وہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں مرید ہی کیوں ہوئے۔ جبکہ اس سلسلے کے سارے اکابر جن میں خواجۂ خواجگانِ چشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے لیکر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، بابا فرید شکر گنج، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین، حضرت صابر پاک، حضرت چراغ دہلی، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت ترک پانی پتی، حضرت شیخ عبدالحق ردولوی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت اخی سراج، حضرت علاء الحق پنڈوی اور حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی تک کون ایسا بزرگ ہے جس نے اپنے پیروں کا عرس شریف نہ کیا ہو۔

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صرف اتنی سی بات پر کہ عرس کے زمانے میں ان کا مرید کیوں آیا اس سے منہ پھیر لیا۔ لیکن سلسلۂ چشتیہ کے جو مشائخ کبار ساری زندگی اپنے پیروں کا عرس کرتے رہے انھیں وہ اپنا پیر دستگیر مانتے ہیں۔ یہ سوال گنگوہی صاحب کے سر پہ تلوار کی طرح لٹک رہا ہے کہ جو پیر گنگوہی صاحب کے مسلک کے مطابق خود محرمات و بدعات میں مبتلا

Marfat.com

ہو وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسی کی منزل تک کیونکر پہنچا سکتا ہے ۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا دوسرا الزام

جن لوگوں کے اعتقادی مفاسد پر امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی نے اپنے قلم کا نشتر چلایا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لاکر زندگی بھر کراہتے رہے۔ انتقام ہر زخمی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت ہی کا یہ بھی داعیہ ہے کہ جب آدمی دشمن پر قابو نہیں پاتا تو دشنام طرازیوں پر اتر آتا ہے، چنانچہ اعلیحضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ علم و استدلال کے ذریعہ جو لوگ اپنے خلاف اہانت رسول کے الزام کا دفاع نہیں کرسکے انھیں اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کی یہی صورت نظر آئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو "مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی" کی شخصیت کو مجروح کیا جائے۔

علمی جلالت اور کردار کے تقدس پر انگلی رکھنے کی کوئی جگہ نہ مل سکی تو یہ الزام تراشا گیا کہ انہوں نے سنتوں کی بجائے بدعتوں کو زندہ کیا ہے۔ حالانکہ مجدد ہونے کی حیثیت سے احیائے سنّت اور امتیاز میان حق و باطل ہی اعلیحضرت کا اصل کارنامہ ہے جس کی بیشمار مثالیں اُن کے فتاویٰ کی ضخیم مجلدات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

اس طرح کے الزام تراشنے والوں میں شیخ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب صدر جمیعۃ علمائے ہند کا نام سرورق پر ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں اعلیحضرت فاضل بریلوی کو پانی پی پی کر تقریباً چھ سو گالیاں دی ہیں۔ انہی میں ایک گالی "مجدد البدعات" کی بھی ہے۔ جس سے ان کی کتاب کا ورق داغدار ہے ۔

لیکن اس مقام پر اعلیحضرت فاضل بریلوی کے کردار کی ارجمندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کے خلاف کذب بیانی اور الزام تراشی کا کاروبار کرنے والے اپنی ہزار دشمنی کے باوجود اب تک یہ الزام ان پر عائد نہ کرسکے کہ وہ بدعتوں کے موجد بھی ہیں۔

"مُجَدِّد" اور "مُوجِد" کے درمیان جو معنوی فرق ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ اب جو لوگ اعلیحضرت فاضل بریلوی کو "مجدد البدعات" کہتے ہیں انھیں یہ بتانا ہوگا کہ جن بدعات

Marfat.com

کو انھوں نے زندہ کیا ہے ان کا موجد کون ہے۔ اور اپنی کارگذاریوں کی یہ رپورٹ بھی پیش کرنی ہوگی کہ علمائے دیوبند نے اُن موجدین کو کتنی گالیاں دی ہیں۔

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیوبند کے سر بندھتا ہے۔ وقت اگرچہ نہیں ہے لیکن مقام کی مناسبت سے علمائے دیوبند کی ایجاد کردہ بدعات کیطرف ایک ہلکا سا اشارہ کرکے گذر جانا چاہتا ہوں تاکہ الزام بغیر سند کے نہ رہے ــــ ذیل میں ان بدعتوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) دفع بلا اور قضائے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مالی منفعت کے لئے ختم بخاری شریف کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۲) نماز جنازہ کے لئے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطۂ دارالعلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے

(۳) مسلم میت کے کفن کے لئے "کھدر" کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کردینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں

(۴) وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لئے اہتمام و تداعی کے ساتھ صدسالہ اجلاس منعقد کرنے اور ایک نامحرم اور مشرک عورت کو اسٹیج پر بلاکر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۵) دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانہ کے لئے "قیام تعظیمی" کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۶) کانگرسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دارالعلوم دیوبند ہیں۔

(۷) اپنے اکابر کی موت پر "اہتمام و تداعی" کے ساتھ جلسۂ تعزیت منعقد کرنے اور ضلالات اباطیل پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دارالعلوم

Marfat.com

دیوبند ہے۔

⑧ باالتزام کسی متعین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

⑨ کلمہ و نماز کی تبلیغ کے نام پر چلہ اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

⑩ دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقعہ پر قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ اب یہی بتائیں کہ یہ بدعت کی کونسی قسم ہے۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار بدعات و منکرات ہیں جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی کو بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔

علمائے دیوبند ہر نوایجاد چیز پر بے دریغ بدعت ضلالت ہونے کا حکم صادر کر دیتے ہیں اور اسے حرام قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کے نئے نئے فتنے برپا کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر محفل میلاد ہی کو لے لیجئے۔ اس کے بدعت ضلالت اور حرام ہونے کی ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ سات سو برس کی نوایجاد بدعت ہے۔ موجودہ ہیئت کے ساتھ نہ وہ عہد رسالت میں موجود تھی اور نہ عہد صحابہ و تابعین میں ـــــ لیکن جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات کے یہاں صرف نوایجاد ہونے کی بنیاد پر محفل میلاد بدعت ضلالت ہے تو وہ جن اجزاء پر مشتمل ہے ان میں سے کسی چیز کے بارے میں نشاندہی کیجئے کہ وہ کسی سنت کو مٹاتا ہے یا شریعت کے کسی قاعدہ کلیہ کے تحت ممنوعات کے زمرے میں آتا ہے تو سوائے خاموشی کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر محفل میلاد کے اجزاء یہ ہیں۔

① اعلانِ عام ② فرش و تخت اور شامیانہ وغیرہ ③ روشنی ④ بخور و عطریات و گلاب ⑤ شیرینی ⑥ مجمع مسلمین ⑦ ذاکر و میلاد خواں ⑧ ذکرِ الٰہی و ذکر رسول

Marfat.com

⑨ قیام وسلام۔

ان سارے اجزاء میں سے سوائے قیام وسلام کے کوئی جز ایسا نہیں ہے جس پر اُن حضرات کا جلسۂ سیرت، یا جلسۂ وعظ، یا جلسۂ تبلیغ، یا جلسۂ دستار بندی، یا جلسۂ تنظیم وجماعت پر مشتمل نہ ہو۔ اعلان عام بھی ہے، فرش وتخت اور شامیانہ بھی ہے، روشنی بھی ہے، مجمع بھی ہے، واعظ ومقررین بھی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی جز کو بدعت ضلالت کہہ کر اسے حرام قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنے ہی جلسوں کے خلاف حرام ہونے کا فتویٰ دیں ـــــ۔

اب رہ گیا معاملہ قیام وسلام کا تو یہ بھی ان کے یہاں وجہ حرمت نہیں ہے کیونکہ بدون قیام بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ان کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے ـــــ۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ محفل میلاد کی حرمت وجہ غلط روایتوں کا پڑھنا یا بیان کرنا ہے تو میں عرض کروں گا کہ بروایات صحیحہ بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ اپنے فتاویٰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی بھی تصریح کر چکے ہیں۔

میں نے متعدد مناظروں میں دیوبندی علماء سے سوال کیا کہ جب ہماری محفل میلاد اور آپ حضرات کے جلسۂ وعظ کے اجزاء ایک ہی ہیں تو آپ کا جلسۂ وعظ جائز اور ہماری محفل میلاد حرام کیوں ہے؟ صرف اس وجہ سے تو کوئی چیز حرام یا حلال نہیں ہو سکتی کہ آپ کے جلسہ کا نام جلسۂ وعظ یا جلسۂ سیرت ہے اور ہمارے جلسہ کا جلسۂ میلاد ہے۔

جب ان حضرات سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میں نے عرض کیا کہ ایک ہی وجہ فرق میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر جب ساری کائنات میں خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے تو شیطان لعین کے گھر میں ماتم بپا تھا وہ شدت غیظ میں اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔

اسے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تکلیف پہنچی تھی۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی پیروی میں آپ حضرات کو ذکر ولادت سے تکلیف پہنچتی ہو کیونکہ

Marfat.com

واقعہ تو گذر چکا اب تو صرف اس کا ذکر ہی باقی رہ گیا ہے —— آپ حضرات دیوبند میں اپنے دار العلوم کا جشن صد سالہ مناتے ہیں تو شریعت آپ کا ہاتھ نہیں پکڑتی۔ اور ہمارے جشن عید میلاد النبی پر آپ کا دار العلوم گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والوں نے کہ جب کسی کی ذات سے دل میں کسی طرح کی جلن ہو جاتی ہے تو اس کے ذکر سے بھی دل جلنے لگتا ہے۔

ایک چبھتا ہوا سوال اور اس کا جواب

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد ہر خالی الذہن شخص کے دماغ کی سطح پر یہ سوال ضرور ابھرے گا کہ ہندوستان میں دیوبندی فرقے کے علاوہ اور بھی بہت سارے باطل فرقے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی اور فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت اس طرح صف آرا نظر نہیں آتے جیسی صف بندی اُن کے یہاں اہل دیوبند کے مقابلے میں نظر آتی ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بحمدہٖ تعالےٰ علمائے اہل سنت نے ہر باطل فرقے کے خلاف تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ رد و ابطال کے فرائض جس گرم جوشی اور دیانت داری کے ساتھ انجام دیئے ہیں وہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہیں۔ دین حق کے خلاف اُٹھنے والے فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں ہم نے کبھی اہل زمانہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ شیعوں، قادیانیوں اور غیر مقلدین وغیرہ کے رد میں امام اہلسنت اعلحضرت فاضل بریلوی کے بہت سارے رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں اُن کے بعد اُن کے خلفاء، تلامذہ اور متوسلین و متبعین نے تحریرات و خطبات کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں ان کے اثرات سے زمین کا کوئی خطہ بھی خالی نہیں ہے —— ایسی بات ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے فرقہائے باطلہ کے لئے کوئی نرم گوشہ ہمارے دلوں میں موجود ہے۔

دیوبندی فرقے کیخلاف شدت پسندی کی وجوہات

اب رہ گئی یہ بات کہ دیوبندی فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت کا رویہ اتنا سخت کیوں

Marfat.com

ہے تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ جنھیں ٹھنڈے دل سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جن کفریات وضلالات کی وجہ سے دیوبندی فرقے کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے ان کا تعلق عقائد سے ہے اور وہ عقائد یا تو ان کے دلوں میں ہیں یا انکی کتابوں کے اوراق میں چھپے ہوئے ہیں۔ اب جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ ظاہر میں بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی اذان دیتے ہیں، بالکل ہماری ہی وہ بھی تراویح پڑھتے ہیں ، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔ ظاہری سطح پر اُن کے ظاہر میں کوئی ایسی واضح علامت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی شناخت ہو سکے۔ اس لئے ان کے متعلق عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا بالکل یقینی امر ہے۔ اسی بنیاد پر یہ ضرورت داعی ہوئی کہ عقیدے کی سطح سے عوام میں اُن کا اتنا واضح تعارف کرایا جائے کہ انھیں پہچاننے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

لیکن جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے تو جہاں انھوں نے اذان دی یا نماز کی نیت باندھی تو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ اور ہیں اور ہم اور ہیں ۔ یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے۔ ان کی فرض نمازیں، ان کی وتر، اور ان کی تراویح اور ان کی عیدین نمازیں چیخ چیخ کر عوام کو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ یہ دوسرے مذہب کے لوگ ہیں۔ اس لئے عوام کو ان سے خبردار کرنے کی اتنی سخت ضرورت نہیں ہے جتنی سخت ضرورت عوام کو دیوبندی فرقے سے بچانے کی ہے۔

دیوبندی حضرات سُنّی عوام کو کس طرح بدعقیدہ بناتے ہیں؟

یہ گھس بیٹھے ہیں جو ہماری صفوں میں گھس کر اور ہمارا بن کر ہمارے عوام کو مختلف ترکیبوں سے قریب کرتے ہیں۔ اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھ گیا تو وہ مختلف طریقوں سے انھیں اپنی جماعت کے اکابر کا عقیدتمند بناتے ہیں۔ اور اس کے بعد انھیں اتنا بدل دیتے ہیں کہ وہ اہلسنت کے ان سارے عقائد وروایات جنھیں وہ ایمان کیطرح عزیز رکھتے تھے اب شرک وبدعت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ دنوں کے بعد ان کے دلوں پر بدبختیوں کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ نہ وہ قرآن کی کوئی بات سنتے ہیں اور نہ حدیث کی ــــــ واضح رہے کہ یہ ساری باتیں ہیں

Marfat.com

مفروضے کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ یہ ہمارے دن رات کے مشاہدات ہیں۔ ان حالات میں اہلسنت کے سادہ لوح عوام کو انبیاء و اولیاء کی جناب میں بدعقیدہ ہونے سے بچانے کیلئے ہمارے پاس سوا اسکے اور کیا راستہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو دیوبندیوں کے عقائد اور ان کے مکر و فریب کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ـــــــ۔

دوسری وجہ

دیوبندی مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم میں منافقین مدینہ کی جو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، اُن ساری خصلتوں کے یہ حقیقی وارث ہیں۔ مثال کے طور پر منافقین کے پاس دو زبانیں تھیں۔ ایک زبان تو وہ تھی جو صرف ان کے اپنے لوگوں میں کھلتی تھی۔ اور دوسری زبان وہ تھی جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے سامنے کھولتے تھے ـــــــ۔ قرآن نے ان کی اس خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝

اور جب وہ نبی کے جانثاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح جان نثار ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقت میں تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صحابہ کے ساتھ صرف مذاق کر رہے تھے

ٹھیک یہی حال دیوبندی فرقے کا بھی ہے۔ ان کے پاس بھی دو زبانیں ہیں۔ ایک زبان تو وہ ہے جو انبیاء اولیاء کے وفاداروں اور عقیدت مندوں کے سامنے کھلتی ہے اور دوسری زبان وہ ہے جس زبان میں وہ اپنے گروہ کے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔

عقیدہ و عمل کے تضاد کا ایک دلچسپ قصہ

اس کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو آپ دہلی تشریف لائیے۔ یہاں جمیل الیاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت و خمیر کے اعتبار سے کٹر دیوبندی و تبلیغی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "الیاسی" کا پیوند ہی ان کے اندر کا سارا حال بتا دیتا ہے۔ ایک طرف دہلی میں وہ دیوبندیت و تبلیغیت کے اتنے سرگرم مبلغ ہیں کہ شاید ہی دہلی میں کوئی مسجد بچی ہو جسے دہلی وقف بورڈ اور وقف کونسل ممبر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے

Marfat.com

تبلیغی جماعت کی چھاؤنی میں تبدیل نہ کر دیا ہو۔

لیکن اب ان کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمایئے اور سر پیٹیئے کہ دہلی کے بائیس خواجگان کی شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہو جہاں عرس کے موقعہ پر وہ بیٹھے نہ رہتے ہوں۔ شری راجیو گاندھی جب پہلی بار وزیر اعظم ہوئے تو ان کی چادر لیکر یہی حضرت اجمیر شریف گئے اور ان کیطرف سے خواجہ کے مزار شریف پر چڑھایا ــــــــ۔

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریمتی اندرا گاندھی وزارت عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گذار رہی تھیں تو خوش آئند مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کیطرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا گاندھی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گیا ہوا تخت و تاج واپس دلا سکتی ہے۔ اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے ــــــــ۔

اندرا گاندھی کو اور کیا چاہیئے تھا فوراً بغداد شریف کے سفر کا انتظام کرا دیا۔ اور یہ بغداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلہ کش رہے۔ اور واپس آکر اندرا گاندھی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ کے دن پلٹ آئیں گے ــــــــ۔

انصاف کیجئے! اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سوائے دیوبندی فرزندوں کے اور کون لڑ سکتا ہے ــــــــ۔ دیوبندی زبان کے محاورے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے ــــــــ۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایسے لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بغداد و اجمیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے!

دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ

جن حضرات نے "تقویۃ الایمان" اور "بہشتی زیور" کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ علمائے دیوبند کے نزدیک قبروں سے

Marfat.com

مدد مانگنا شرک جلی ہے، لیکن اپنے گھر کے بزرگوں کی قبروں کے بارے میں وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اُسے سہارنپور کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں ملاحظہ فرمائیے۔

اپنی اس کتاب میں وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پیر و مرشد میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے سفرِ آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اپنے مرض الموت میں ان کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ ــــــ

میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و مشقت لوں گا لیکن مشیت باری سے کوئی چارہ نہیں۔ پیام سفرِ آخرت آگیا ہے۔ جب حضرت نے یہ کلمات فرمائے تو میں پالکی کی پٹی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تسلی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔" (ص ۲۰۷)

میاں جی نور محمد کی قبر سے متعلق ایک عبارت ان کی سوانح حیات سے بھی ملاحظہ فرمائیے جو ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون سے شائع ہوئی ہے۔ اور جس پر قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تقریظ ہے۔ مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ ــــــ

"حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی روح پر فتوح سے وہی فیضان و عرفان کا چشمہ جاری اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے مزار مقدس سے بھی وہی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں جو آپ کی ذات قدسی صفات سے ہوتے تھے۔" (سوانح حیات میانجیو ص ۰۰)

اب اس دعوے کے ثبوت میں کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر سے بھی وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کی ظاہری زندگی میں ہوتا تھا، ان کی سوانح حیات کے مصنف نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ــــــ "ایک بار حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار پر حاضر ہوا اور فاتحہ کے بعد اس نے عرض کی کہ حضرت میں بہت پریشان اور تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوں میری کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے روز ملا کریں گے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ میں زیارت کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل
کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ قبر کی پائینتی سے ملا کرتا
ہے" ——— (سوانح میانجیو ص ۹)

انصاف کیجئے! دیوبندی فرقے کی مشہور کتابوں تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کسی قبر پر حاضر ہو کر مدد مانگنا اور مصیبتوں میں ان سے دستگیری کی درخواست کرنا صریح شرک ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں شرک کا وہ سارا فتویٰ ایمان کے لباس میں تبدیل ہو گیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے! کہ جس فرقے کے چہرے پر نفاق کے اتنے دبیز پردے ہوں کہ اپنے ہی مذہب کے عقیدے چھپا لیں اس کی پہچان کتنی مشکل ہے۔

دیوبندی فرقے کے اسی دو رنگی مذہب کے مفاسد سے بچانے کیلئے علمائے اہلسنت کو ضرورت پیش آئی کہ عوام کو ان کے حقیقی چہرے کے خد و خال سے بار بار واقف کرائیں تاکہ وہ ان کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

بدعت کی بحث

دیوبندی فرقے کے یہاں بدعت کا لفظ بھی بہت کثیر الاستعمال ہے۔ بات بات پر اہلسنت کو بدعتی کہنا ان کی عام بول چال ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے اہلسنت کا نام ہی بدعتی رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی اسی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں مولانا زکریا نے حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ———

"میں کسی کو بیعت کرنے سے اس لئے انکار نہیں کرتا کہ وہ شخص کسی
بدعتی کے پنجے میں نہ گرفتار ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ
فرمادیں کہ وہ تمہارے پاس گیا تھا تم نے کیوں رد کر دیا جس کی وجہ سے
وہ ایسی جگہ پھنسا ———" (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۶)

اس عبارت کا مطلب سوا اس کے اور کیا نکلتا ہے کہ حاجی صاحب چونکہ دیوبندیوں کے

Marfat.com

پیرومرشد ہیں اس لئے تنہا وہی سنت کے طریقے پر ہیں باقی دوسرے مشائخ طریقت تو سرتا سر بدعتی ہیں۔

اب اسی مقام پر تصویر کا دوسرا رخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں مولانا زکریا نے لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے اپنے پیرومرشد میانجی نور محمد جھنجھانوی کے مزار پر پتھر کا ایک کتبہ نصب کیا ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدٰی — مسکن و ماویٰ ہے جس جا آپ کا
مولیٰ پاک آپ کا ہے اور مزار — اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اس جگہ ہے مرقد پاک جناب — سر جھکاتے ہیں سب شیخ و شاب
جس کو ہو شوق دیدارِ خدا — اُن کے مرقد کی زیارت کو وہ جا
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقیں — اُس کو ہو دیدار ربّ العٰلمین

غور فرمائیے! مرقد پاک کی زیارت کرنے کے لئے جانا اور مرقدِ پاک کے دیدار سے رب العٰلمین کا دیدار کرنا کیا ساری باتیں دیوبندی مذہب میں جائز ہیں؟ مولانا زکریا سے لے کر دیوبندی فرقے کے سارے اصاغر و اکابر کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں بیان کردہ عقائد کی روشنی میں وہ ثابت کریں کہ یہ اشعار دیوبندی مذہب کے مطابق ہیں۔ لیکن بات پھر وہیں پلٹ کر آتی ہے کہ یہ عمل چونکہ اپنے گھر کے بزرگ کا ہے اس لئے آنکھ بند کر کے اسے جائز ماننا ہی پڑے گا۔

اپنے بزرگوں کی خاطر اصولوں کا خون کرنا دیوبندی فرقے کا یہی وہ دورنگی مذہب ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لئے علمائے اہلسنت کو کتابیں بھی لکھنا پڑیں، مناظرہ بھی کرنا پڑا اور اسی کلمۂ حق کو اپنی زندگی کا مشن بھی بنانا پڑا۔

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

۱۹ جولائی ۱۹۹۲ء

ارشد القادری
(ارشد القادری غفرلہ)

بانی و مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، نئی دہلی

Marfat.com

علامہ ارشد القادری ایک نظر میں

○ نام : غلام رشید (ارشد القادری)

○ جائے پیدائش : سید پورہ بلیا (یوپی)

○ تاریخ پیدائش : ۵ مارچ ۱۹۲۵ء

○ والد ماجد : مولانا شاہ عبد اللطیف رشیدی

○ اکابرین خانہ : حضرت مولانا عظیم اللہ (جد امجد) حضرت مولانا غلام محی الدین (چچازاد بھائی) حضرت مولانا محمد یحییٰ (چچازاد بھائی) حضرت مولانا شاہ غلام آسی پیا حسنی (برادر اکبر) حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی (برادر نسبتی)

○ بسم اللہ خوانی : ۱۹۳۰ء ـــــ ○ ابتدائی تعلیم : گھر پر والد ماجد سے ہی حاصل کی۔

○ تکمیل درس نظامیہ : الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں ہوئی۔ ○ فراغت : ۱۹۴۴ء

○ اساتذہ : حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز محدث مبارکپوری، مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری۔ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری، مولانا ثناء اللہ مئوی

○ بیعت : خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی۔

○ اجازت و خلافت : خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی و سرکار پٹنہ حضرت سید شاہ فدا حسین رحمۃ اللہ علیہ۔

درس و تدریس : (۱۹۴۵ء تا ۲۰۰۱ء) جامعہ شمس العلوم ناگپور، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور۔

○ تلامذہ : ۸ ہزار ـــــ ○ ممتاز شاگرد : فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

قیام تعلیمی ادارے (بیرون ممالک)

۱۔ جامعہ مدینۃ الاسلام، ہالینڈ۔ ۲۔ اسلامک مشنری کالج، انگلینڈ۔ ۳۔ دار العلوم علیمیہ، سرنام امریکہ

قیام تبلیغی ادارے (بیرون ممالک)

۱۔ ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ۔ ۲۔ دعوت اسلامی، کراچی (پاکستان)

قیام مذہبی تنظیم (اندرون ملک)

۱۔ ادارہ شرعیہ، پٹنہ، ۲۔ مسلم پرسنل لا کانفرنس، سیوان ۳۔ کل ہند مسلم متحدہ محاذ، رائے پور

Marfat.com

قیام تعلیمی ادارے (اندرون ملک)

۱۔ جامعہ فیض العلوم، جمشید پور، ۲۔ دار العلوم ضیاء الاسلام، ہوڑہ۔ ۳۔ دار العلوم مخدومیہ، گوہاٹی ۴۔ مدرسہ مدینۃ العلوم، بنگلور، ۵۔ مدرسہ مفتاح العلوم، راورکیلا، ۶۔ مدرسہ اسلامی مرکز، رانچی ۷۔ دار العلوم گلشن بغداد، ہزاری باغ، ۸۔ جامعہ غوثیہ رضویہ، سہارن پور، ۹۔ مدرسہ مدینۃ الرسول کوڈرما، ۱۰۔ مدرسہ مظہر حسنات رام گڑھ، ۱۱۔ دار العلوم رشیدیہ رضویہ، بلیا، ۱۲۔ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، نئی دہلی، ۱۳۔ فلاحی مرکز، جمشید پور، ۱۴۔ مدرسہ تنویر الاسلام، جمشید پور ۱۵۔ فیض العلوم مڈل اسکول، جمشید پور، ۱۶۔ فیض العلوم ہائی سکول، جمشید پور، ۱۷۔ مدرسہ عزیز الاسلام جمشید پور، ۱۸۔ مدرسہ اصلاح المسلمین، جمشید پور، ۱۹۔ مدرسہ تعمیر ملت، تلیا کرماٹانڑ۔ ۲۰۔ مدرسہ امداد الحنفیہ، دمکا، ۲۱۔ مدرسہ سراج الاسلام، مدھوپور دیوگھر۔

قیام مساجد

۱۔ فیض العلوم مکہ مسجد، جمشید پور، ۲۔ نورانی مسجد، جمشید پور، ۳۔ قادری مسجد، بہار شریف، ۴۔ مسجد مفتاح العلوم، راورکیلا، ۵۔ مسجد غوثیہ، رانچی، ۶۔ مسجد اہل سنت، کوڈرما، ۷۔ مدینہ مسجد جمشید پور، ۸۔ مدینہ مسجد، موسی بنی۔

کانفرنسوں میں بحیثیت مندوب شرکت (بیرون ممالک)

۱۔ کلچرل کانفرنس، ایران، ۲۔ اسلامی عالمی کانفرنس، لیبیا، ۳۔ حجاز کانفرنس، انگلینڈ۔ ۴۔ امام احمد رضا کانفرنس، پاکستان ۵۔ مولانا عبد العلیم کانفرنس، ہالینڈ، ۶۔ عالمی اسلامی کانفرنس، عراق، ۷۔ عالمی میلاد کانفرنس، پاکستان۔

کانفرنسوں میں بحیثیت مندوب شرکت (اندرون ملک)

۱۔ سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس، کانپور، ۲۔ کل ہند تعلیمی کانفرنس، مبارک پور اعظم گڑھ، ۳۔ عالمی مفتی اعظم کانفرنس، ممبئی، ۴۔ کل ہند مسلم پرسنل لاء کانفرنس (برائے گرفتاری، لکھنوی)

قیام کانفرنس

۱۔ بہار سنی صوبائی کانفرنس، سیوان، ۲۔ کل ہند سنی ٹرسٹ کانفرنس، دہلی، ۳۔ مسلم پرسنل لاء کانفرنس، سیوان، ۴۔ کل ہند سنی کانفرنس، نئی دہلی، ۵۔ کشمیر کانفرنس، جمشید پور۔

Marfat.com

تصنیفات و تالیف

۱۔ زلزلہ، ۲۔ زیر و زبر، ۳۔ جماعت اسلامی، ۴۔ تبلیغی جماعت ۵۔ رسالت محمدی کا عقلی ثبوت ۶۔ انوار احمدی، ۷۔ زلف و زنجیر، ۸۔ محمد رسول اللہ قرآن میں۔ ۹۔ دورِ حاضر کے منکرین رسالت، ۱۰۔ دل کی مراد، ۱۱۔ جلوۂ حق، ۱۲۔ شریعت، ۱۳۔ لسان الفردوس ۱۴۔ مصباح القرآن (۳ حصوں میں) ۱۵۔ نقشِ کربلا، ۱۶۔ فن تفسیر میں امام احمد رضا کا مقام ۱۷۔ ایک سفر دہلی سے سہارن پور تک ۱۸۔ لالہ زار، ۱۹۔ سرکار کا جسم بے سایہ ۲۰۔ تعزیراتِ قلم۔ ۲۱۔ دعوتِ انصاف۔ ۲۲۔ تاریخ فقہ حنفی، ۲۳۔ تاریخ فن حدیث، ۲۴۔ حیات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، ۲۵۔ تفسیر سورۂ فاتحہ، ۲۶۔ عقیدۂ علم غیب پر قرآنی دلائل ۲۷۔ مطالعہ دیوبندیت (زیر ترتیب) ۲۸۔ عقیدہ توحید پر عقلی دلائل۔

صحافت

۱۔ جام کوثر (پندرہ روزہ) کلکتہ، ۲۔ جام نور (ماہنامہ) کلکتہ، ۳۔ شانِ ملت (پندرہ روزہ) پٹنہ، ۴۔ رفاقت (ماہنامہ) پٹنہ۔

قید و بند

۱۔ پہلی بار ۱۹۶۴ء (۲ ماہ کیلئے) ساکچی جیل، جمشید پور، ۲۔ دوسری بار ۱۹۶۷ء (۹ ماہ کیلئے) ساکچی جیل جمشید پور (اسی ۶ ماہ کی مدت میں جیل کے اندر حضرت رئیس القلم نے اپنی مشہور کتاب زیر و زبر تحریر فرمائی)

مناظرہ

پہلا مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی عبداللطیف نعمانی دیوبندی بمقام کٹک اڑیسہ

دوسرا مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی عبدالسلام لکھنوی دیوبندی بمقام بھوا بازار جھریہ (بہار)

تیسرا مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی ارشاد احمد دیوبندی بمقام نیر ضلع امراوتی (مہاراشٹر)

چوتھا مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی ارشاد احمد دیوبندی بمقام بولیا، مندسور (راجستھان)

پانچواں مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی طاہر گیاوی بمقام: جھریا ضلع دھنباد (جھارکھنڈ)

چھٹا مناظرہ: علامہ ارشد القادری ہمراہ مولوی طاہر گیاوی بمقام: کٹک (اڑیسہ)

(ماہنامہ جام نور دہلی ۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی۔ ۶ جلد نمبر ۱ شمارہ ۱۵ جون جولائی اگست ۲۰۰۲ء)

Marfat.com

فیصلہ ہفت مسئلہ

ان سات مسائل سے اختلاف رکھنے والے اگر غور و انصاف سے
اس کتاب کو پڑھیں گے تو امید واثق ہے کہ ان کا دل ان کی غلط روی
پر انہیں تنبیہ کرے گا اور وہ حق کی طرف واپس آئیں گے۔

مفتی محمد خلیل برکاتی علیہ الرحمۃ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم کتابوی ○ لاہور

Marfat.com

Allah, in the name of, the most Merciful the most Beneficent.

Dawat-e-Insaaf

A Study of Sectarian Conflict in Islam

By

Allama Arshadul-Qadiri

Translated By

HASAN ALI TEPU

Published By:

MUSLIM KITABEVI, LAHORE

Marfat.com

Marfat.com

قابلِ مطالعہ
کتابیں
سیرت رسول عربی
القول الجلی
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
کشف المحجوب
سامانِ آخرت
سیرتِ غوثِ اعظم
حدائقِ بخشش
امام احمد رضا اور شیعہ مذہب
احمد رضا پبلشرز لاہور
مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

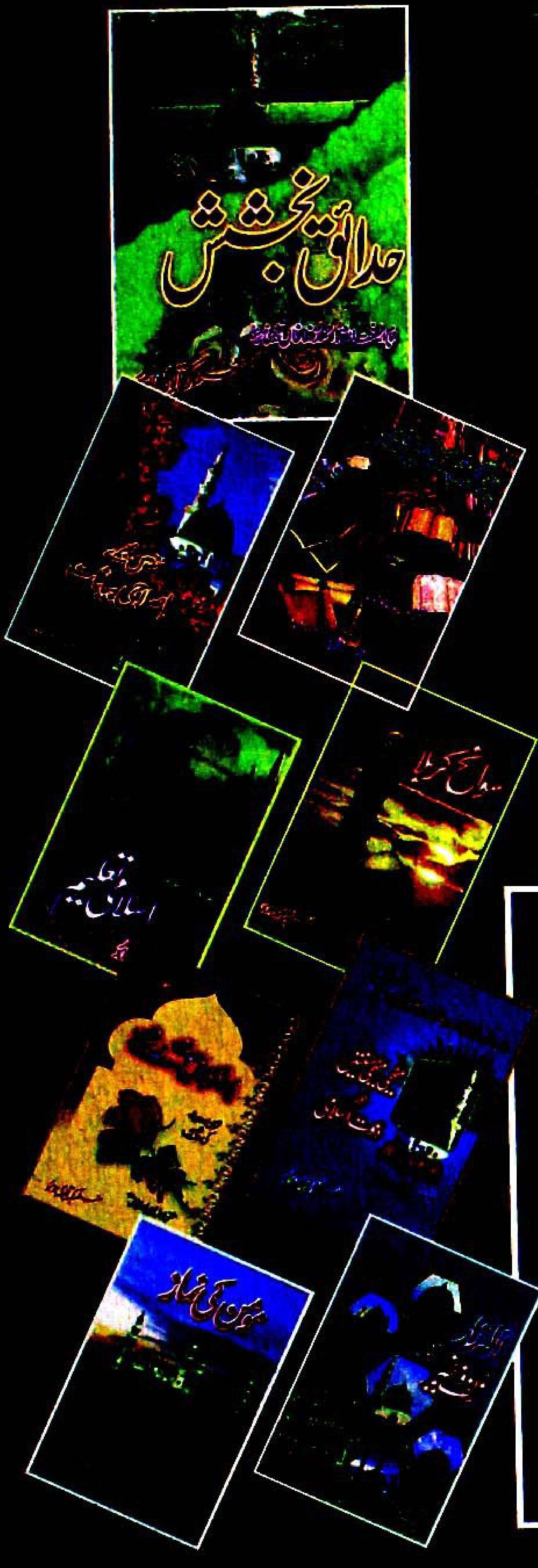

قابلِ مطالعہ کتابیں

- سیرت رسول عربی
- القول الجلی
  حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- کشف المحجوب
  مفتی سید غلام معین الدین نعیمی
- سامانِ آخرت
- سیرتِ غوثِ اعظم

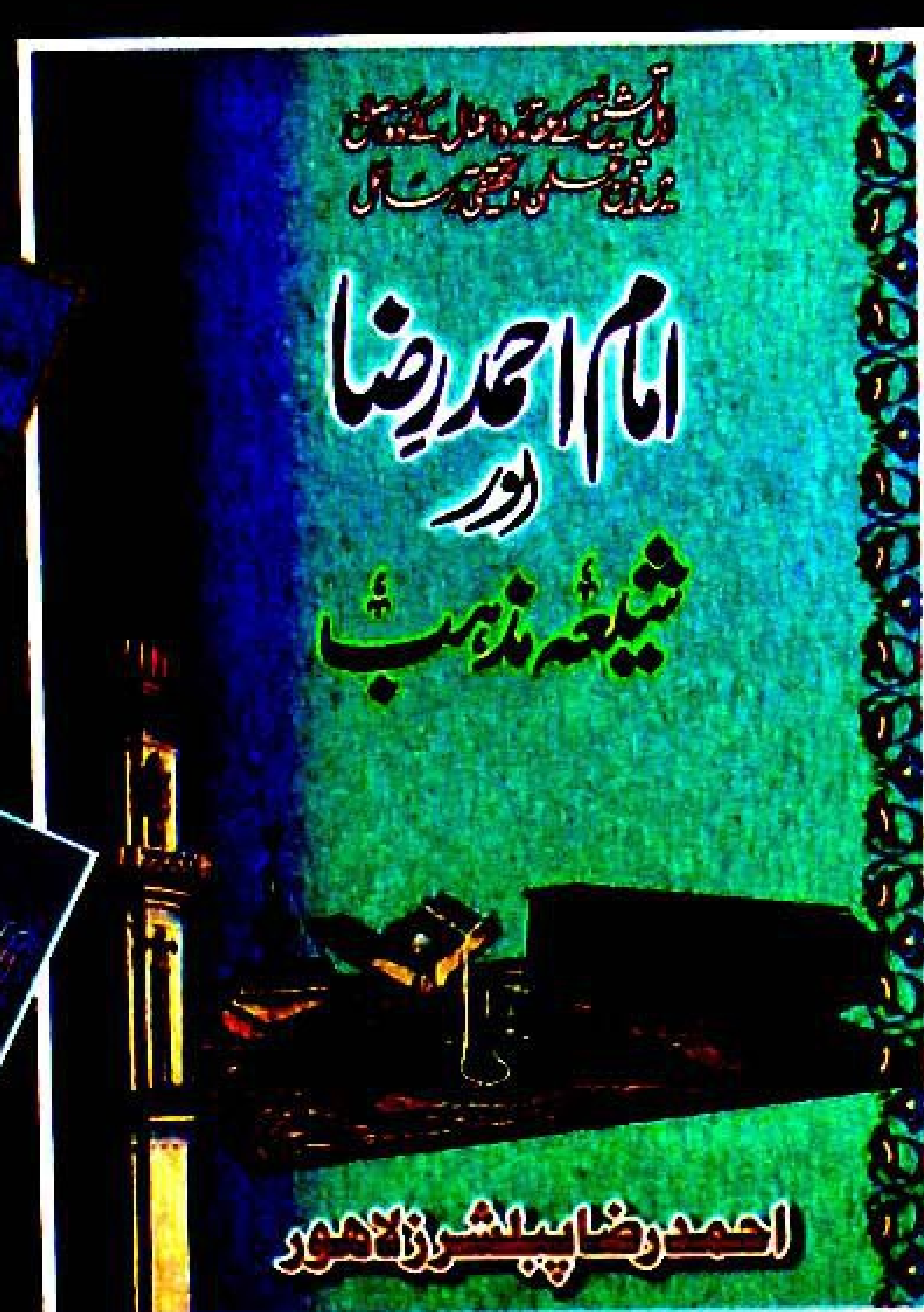

مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com